مولانا عزیز زبیدی صاحب۔ واربرٹن۔ ضلع شیخوپورہ (گذشتہ سے پیوستہ)

نکاح اور طلاق

(بلوغ المرام کا ایک باب)

۹ ؎ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لَا یَخْطُبُ اَحَدُکُمْ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ حَتّٰی یَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهٗ اَوْ یَاْذَنَ لَهٗ۔ متفق علیہ واللفظ للبخاری۔

خطبہ پر خطبہ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی بھی شخص اپنے (مسلم) بھائی کے پیغام شادی پر اپنا پیغام شادی نہ دے یہاں تک کہ شادی کا پیغام دینے والا اس سے دستکش ہو جائے یا وہ اس کی اجازت دے دے۔

تشریح: کسی خاتون یا اس کے وارث کو شادی اور رشتہ کا پیغام اس وقت دے سکتا ہے جب اس سے پہلے اس کے لیے کسی نے سلسلہ جنبانی اور حصول رشتہ کے لیے درخواست نہ کی ہو۔ اگر کسی نے اس کے لیے درخواست کر رکھی ہے تو اب جب تک اسے جواب نہیں مل جاتا یا درخواست کرنے والا خود اس سے دستبردار نہیں ہو جاتا یا یہ کہ وہ اس کی خود ہی اجازت نہیں دے پاتا تو اس وقت شرعاً کوئی دوسرا شخص شادی کے لیے سلسلہ جنبانی نہیں کر سکتا۔

دینی امور میں "مسابقت" مطلوب ہے کہ خیر اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اقدامات کیے جائیں، ایک شخص نے دو رکعت نماز نفل پڑھی تو دوسرا چار رکعت نماز پڑھ کر آگے نکلنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ ایک شخص نے اللہ کی راہ میں ہزار روپیہ خرچ کیا ہے تو دوسرا پانچ ہزار روپے خرچ کر کے خدا کے حضور سرخرو ہونے کی کوشش کر سکتا ہے جیسا کہ

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے واقعہ میں آتا ہے۔

باقی رہے مفاد عاجلہ (دنیوی مقاصد اور منافع) سو ان کے سلسلے میں مطلوب یہ ہے کہ "ایثار" سے کام لیا جائے، ہر شخص کوشش کرے کہ پہلے دوسرے کا بھلا ہو جائے، بری خیر سلا ہے۔ پہلے برادر مسلم کا کام بن جائے، یہی بات سودا سلف کی بھی ہے کہ اگر کوئی شخص سودا کر رہا ہے تو جب تک فیصلہ کن بات نہ ہو جائے دوسرا آگے بڑھ کر بولی نہ دے۔ بس یہاں بھی یہی روح کارفرما ہے کہ رشتہ اور نکاح کے سلسلہ میں بھی ایثار سے کام لیا جائے۔ اگر کسی نے اس سلسلے میں پہل کر لی ہے تو پہلے اس کا فیصلہ ہونے دیا جائے، اگر ان کی بات نہیں بن سکی تو پھر دوسرے کے لیے راہ کھلی ہے ورنہ نہیں۔ ویسے بھی رشتہ اور نکاح کے سلسلہ میں یہ بھیڑ ہو سکتا ہے کہ رقابت کے سامان پیدا کر دے یا ہو سکتا ہے کہ لڑکی والے مناسب معاملہ کرنے کی بجائے ٹیڑھی کھیر پکانے میں مصروف ہو جائیں اور انسانی اخلاق سے مختلف کچھ سوچنے لگ جائیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ جس نے پہل کی ہے پہلے اس کا فیصلہ ہونے دیا جائے اس کے بعد آپ کی باری ہے۔

عزا (عن سهل ابن سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: جَاءَتِ امْرَأَةٌ الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت: يا رَسُولَ اللهِ جِئْتُ أَهَبُ لَكَ نَفْسِي، فنظر إليها رسول الله صلى الله عليه وسلم فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيهَا وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ طَأْطَأَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فيها شَيْئًا جَلَسَتْ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ اصحابه فقال: يا رَسُولَ اللهِ إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا قال: فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ قال لا والله يا رسولَ اللهِ، فقال: اِذْهَبْ الى أَهْلِكَ فانظر هل تجد شيئًا؟ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لا والله ما وَجَدْتُ شَيْئًا، فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ؟ فقال: لا والله يا رَسُولَ الله وَلَا خَاتَمًا مِنَ الْحَدِيدِ، وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَا تَصنَعُ بِإِزَارِكَ؟ إِن لَبِستَهُ لَم يَكُن عَلَيهَا مِنهُ شَيءٌ، فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ مَجلِسُهُ قَامَ فَرَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ بِهِ، فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: مَاذَا مَعَكَ مِنَ القُرآنِ؟ قَالَ: مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا، عَدَّدَهَا، فَقَالَ تَقرَؤُهُنَّ عَن ظَهرِ قَلبِكَ؟ قَالَ: نَعَم، قَالَ اذهَب، مَلَّكتُهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ القُرآنِ) مُتَّفَقٌ عَلَيهِ. وَاللَّفظُ لِمُسلِمٍ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ لَهُ (انطَلِق فَقَد زَوَّجتُكَهَا، فَعَلِّمهَا مِنَ القُرآنِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِلبُخَارِي: (أَملَكتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ القُرآنِ)

۱۱ء ولابی داؤد عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: (مَا تَحفَظُ؟ قَالَ سُورَةَ البَقَرَةِ وَالَّتِي تَلِيهَا قَالَ: قُم فَعَلِّمهَا عِشرِينَ آيَةً)

مومنانہ حق مہر۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا حضور! میں اپنا آپ، آپ کو ہبہ کرتی ہوں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے غور سے دیکھا پھر آپ نے اپنا سر جھکا لیا، جب عورت نے دیکھا کہ اس سلسلے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا (تو) وہ بیٹھ گئی، اسی دوران آپ کے صحابہ میں سے ایک صاحب اٹھے اور عرض کی، حضور! اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو اس کا نکاح مجھ سے کر دیجیے۔

آپ نے اس سے پوچھا: کیا تمھارے پاس (حق مہر کے لیے) ہے؟ بولے بخدا! کچھ بھی نہیں! آپ نے فرمایا (بھلا) گھر جا کر دیکھیے شاید آپ کو کوئی شے مل جائے چنانچہ وہ گھر جا کر واپس آگئے اور کہا حضور! بخدا مجھے کچھ بھی نہیں ملا، پھر آپؐ نے فرمایا اور جا کر دیکھیے ہو سکتا ہے لوہے کی انگوٹھی ہی (کہیں پڑی) آپ کو مل جائے، اب کے بھی جا کر پھر واپس آگئے اور کہا کہ لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی، ہاں یہ میرا تہبند ہے (اور صرف تہبند) حضرت سہل فرماتے ہیں، اس کے اوپر بھی چادر نہیں تھی (اور کہا) آدھا اسے دے دوں گا، اس پر آپ نے فرمایا کہ وہ آپ کے اس

تہبند کو کیا کرے گی ؟ اگر آپ نے اسے پہن لیا تو اس کے پہننے کے قابل نہیں رہے گا، اگر اس نے پہن لیا تو آپ کے پہننے کے قابل نہیں رہے گا۔ یہ سن کر وہ شخص (چپ چاپ) کافی دیر تک بیٹھے رہے، آخر اٹھ کر چل دیے، حضورؐ نے جب دیکھا کہ پلیٹھ پھیر کر چل دیے ہیں تو آپ نے حکم دیا کہ اسے واپس بلا لیا جائے۔ جب وہ آگئے تو دریافت فرمایا، قرآن میں سے کتنا کچھ آپ کے پاس ہے، اس نے کہا ہاں! پھر گن کر بتایا کہ فلاں فلاں سورت! آپؐ نے فرمایا: کیا وہ سب زبانی پڑھ سکتے ہو؟ کہا ہاں! فرمایا! جاؤ! میں نے آپ کو ان سورتوں کے عوض اس کا مالک بنا دیا۔ (بخاری مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں، ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں "جاؤ میں نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا، تو آپ اس کو وہ سورتیں سکھا دیں۔ بخاری کی روایت میں ہے۔ ہم نے آپ کو اس کا مالک بنا دیا ہے، قرآن کی سورتوں کے عوض"۔

ترجمہ حدیث ۱۱ - ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا آپ کو کیا یاد ہے۔ کہا سورۂ بقرہ اور جو اس کے ساتھ لگتی ہے (یعنی آل عمران) (پھر) فرمایا اٹھیے! اور اس کو بیس آیتیں سکھا دیں۔

تشریح: یہ روایت مفہوم کے لحاظ سے بالکل واضح ہے، ہاں چند ایک امور ایسے ہیں جو کسی قدر وضاحت چاہتے ہیں۔

نبوی معاشرہ: نبوی معاشرہ کی یہ ایک سادہ سی جھلک ہے کہ وہاں فنکارانہ تکلفات نہیں تھے، جو بات تھی اس کا رنگ بے ساختہ تھا، سربراہِ مملکت بھی اتنے چھوٹے چھوٹے امور میں اپنی پبلک کے معاملات میں خاندان کے ایک فرد کی حیثیت سے ان کے ساتھ شریک رہتے تھے اور پبلک بھی اسی بے تکلفی کے ساتھ آپ کی طرف رخ کیا کرتی تھی —— دوسری یہ بات کہ وہاں غیر محرم خواتین سے جوانوں کے معاملات سرپرستوں سے بالا بالا اور در پردہ نہیں ہوتے تھے، اگر ضرورت پڑی ہے تو اوپر جاکر درخواست تو کی ہے لیکن اندر خانے سازشیں نہیں کیں۔

سائلہ خاتون: ہو سکتا ہے کہ اس خاتون کی درخواست سے کوئی غلط تاثر کشید کرے اصل بات عائلی زندگی کی ہے اور اس سفرِ حیات میں ایک رفیقِ زندگی کی جو اہمیت ہے وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ پس اس بے سہارا خاتون نے اسی کے لیے جتن کیے ہیں۔

ورنہ کون نہیں جانتا کہ جہاں جا کر آخر بات بنی ہے کیا کوئی "آزاد" خاتون اس کو قبول کر سکتی ہے۔
ایک عورت بھی کہہ سکتی ہے: اپنی جائز ضروریات کے لیے ایک عورت بھی نکاح کی درخواست کر سکتی ہے اور یہ کچھ برا نہیں — مگر ناس ہو جدید تہذیب کا! کہ در پردہ اسے ہر قسم کی بوالعجبیاں تو منظور ہیں لیکن اسے یہ حق نہیں دیتے کہ وہ بھی اپنی عائلی زندگی کے حصول کے لیے آپ سے کچھ کہہ سکے۔
شادی خانہ آبادی۔ اس کے لیے ان تکلفات کی ضرورت نہیں جو رواج پا گئے ہیں اور خانہ بربادی کے سامان کرتے ہیں بلکہ راہ چلتے بھی عقد نکاح کی تقریب منعقد کر کے جہیز کی سردردی وغیرہ کے بغیر جوڑے کو رخصت کیا جا سکتا ہے اور اس کے لیے اتنے اکٹھ اجتماع اور برادری و احباب کی بھیڑ جمع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ سردردی کے بغیر جمعیت کے سامان ہو جائیں تو حرج بھی نہیں ہے۔ اگر جمعیت خاطر کو تج کر احباب اور برادری جمع کرنے کی نوبت آتی ہے تو وہ سردردی ہے، مسنون طرز بیاہ نہیں ہے۔
حق مہر: گو یہ اربوں اور کھربوں بھی دیا جا سکتا ہے لیکن یہ مسنون طرزِ عمل نہیں ہے۔ اگر گراں قسم کے حق مہر سے غربا یا کم ہمت لوگ غلط متاثر ہو سکتے ہیں اور مجموعی لحاظ سے آبادی کسی مخمصہ میں مبتلا ہو سکتی ہے تو ہمارے نزدیک ایسے بھاری حق مہر ناجائز بھی ہیں۔

اس کے علاوہ ضروری نہیں کہ حق مہر مادی قسم کا ہی ہو، اگر دینی تعلیم اور قرآن حکیم کا درس بھی کام دے سکتا ہے تو ہو سکتا ہے موجودہ معاشرہ کی زبوں حالی کے پیش نظر بہتر ہے کہ اب اس بھولی بسری سنت کا پھر سے احیاء کیا جائے لیکن یہ دولت صرف ان کو راس آسکتی ہے جن کو دنیا سے زیادہ آخرت کی سرخروئی مطلوب ہے یا جو صرف دنیا چاہتے ہیں اور ان کو آخرت کی پروا نہیں۔ قرآن اور حامل قرآن سے جو لوگ پیار کر سکتے ہیں، یہ سعادت صرف انہی خوش نصیب لوگوں کے حصہ میں آسکتی ہے، دوسرے کے نہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ